Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ❊ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم سہ شنبہ

یکم ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

شرح چندہ

سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ״
سہ ماہی ۷ ״
ماہوار ۲½ ״

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۵/۳۹ ★ ۴ تبوک ۱۳۳۰ھش ★ ۴ ستمبر ۱۹۵۱ء ★ نمبر ۲۰۵

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ یکم ستمبر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

پہلے سے بہتر ہے۔ جمعہ پر جانے کی وجہ سے کچھ درد بڑھی ہے

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے متعلق دعا فرمائیں۔

عید الاضحیٰ ۱۳ ستمبر کو ہوگی

لاہور ۳ ستمبر رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق لاہور میں عید الاضحیٰ ۱۳ ستمبر کو ہوگی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) صدر بزم آسماں حجۃ اللہ بر زمیں
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

(۲) ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل
ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار

(۱) وہ آسمان والوں کی مجلس کا صدر ہے اور زمین پر خدا کی حجت ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا بہت بڑا اور محکم نشان ہے

(۲) اسکے وجود کا ہر ایک رگ و ریشہ خدا تعالےٰ کا گھر ہے اسکا ہر ایک سانس اور ہر ایک ذرہ محبوب حقیقی کے جمال سے پُر ہے

نزدیک و دور سے ——— ۳ ستمبر

قاہرہ - ۳ ستمبر۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ فرانسیسی مراقش کی کامل آزادی کا مسئلہ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جو پیرس میں ہو رہا ہے۔ پیش کیا جائے

کراچی۔ آج یہاں رائٹر کے نامہ نگار جنہیں کل ڈرگ روڈ کے ہوائی اڈہ کو جاتے ہوئے کار کا حادثہ پیش آیا تھا۔ ہسپتال میں بسے۔ آپ کے تین ساتھیوں میں سے دو کل موقع ہی پر ہلاک ہوگئے تھے

لنڈن۔ جالندھر بھیم سین سچر نے بھارگو گروپ کے عہدہ داروں کی بدعنوانیوں اور بد اعمالیوں پر ایک تقریر کرتے ہوئے پنڈت بھارگو سے اپیل کی ہے کہ وہ مشرقی پنجاب کے سابق وزراء پر عائد کردہ الزاموں کی تحقیق کے سلسلہ میں انکی ہمنوائی کریں۔

لنڈن ایک اطلاع کے مطابق افغانستانی سفارتخانے نے یوم پختونستان منانے کے سلسلے میں جس دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اس میں صرف میکسیکو۔ رومانیہ اور لنکا کے سفارتی ارکان نے شرکت کی۔

بیروت۔ لبنان کے وزیر خارجہ نے ایک بیان میں اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ سلامتی کونسل سے ترکی کی رکنیت ختم ہونے کے بعد لبنان اس نشست کے لئے کوشش کرے گا۔

کراچی۔ پاکستان امسال اقوام متحدہ کے بچوں کے بین الاقوامی ہنگامی فنڈ کے ادارہ میں ۲ دو لاکھ روپے دے گا۔ یہ رقم سال ماسبق کی رقم سے دوگنی ہے۔

واشنگٹن۔ جاپانی وزیر اعظم نے امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈین اچی سن سے ملاقات میں اس امید کا اظہار کیا کہ کمیونسٹوں کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود ہفتہ کو معاہدہ پر دستخط ہو جائینگے۔

۴ یہ سوال ہے کہ وہ مصائب پر قابو پانے کے لئے زیادہ سے زیادہ طاقتور ہو جائے۔

نہر سویز سے گذرنے والے جہازوں کی ناکہ بندی کے حق کی حفاظت کیلئے مصر طاقت سے کام لینے کو تیار ہے

قاہرہ ۳ ستمبر۔ آج مصری کابینہ کے ایک رکن نے نہر سویز سے گذرنے والے جہازوں پر عائد شدہ ناکہ بندی کو اڑانے کے سلسلہ میں سلامتی کونسل کی ہدایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا مصر اپنے اس حق کے تحفظ کے لئے طاقت تک استعمال کرنے کو تیار ہے۔ اور وہ اپنا یہ حق حاصل کرنے کے لئے آخری دم تک لڑے گا۔ آپ نے کہا۔ مشرق وسطیٰ میں گڑبڑ پیدا کرنے سے بڑی طاقتوں کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں انہیں نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

کل مصری وزیر خارجہ صلاح الدین پاشا نے بھی ایک بیان میں کہا۔ سلامتی کونسل کو پہلے اسرائیل کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اسکی پاس کردہ قراردوں پر عمل کرے۔ مصر اس کے بعد جہازوں پر عائد کردہ پابندیاں اٹھائے گا۔ مصر کو اسرائیل کے خلاف اس قسم کی اقتصادی ناکہ بندی کرنے کی بھی اسی لئے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردوں پر عمل نہیں کرتا۔ اور انہیں بے پروائی سے ٹال دیتا ہے۔ بلکہ عمل سے مسلسل انکار کرتا چلا آرہا ہے۔

قاہرہ - عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے کہا ہے کہ تمام عرب ممالک مصر کے سویز راستہ سے گذرنے والے جہازوں پر سے ناکہ بندی ہٹا لینے کی قرارداد کو نامنظور کردینے کی حمایت میں ہیں کیونکہ یہ قرارداد اقوام متحدہ کے منشور کی واضح خلاف ورزی ہے اور مصر کے اندرونی امور میں بے جا مداخلت ہے

عرب لیگ نے تمام عرب ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی اقتصادی ناکہ بندی کو اور سخت کردیں اور تیل اسرائیل کو کسی صورت میں بھی پہنچنے نہ دیں۔ مصر کے ایوان نمائندگان کے ایک ترجمان کے مطابق مصر یا ممکن ہے جلد ہی روس سے اسلحہ کی خریداری شروع کردے۔ کیونکہ اسوقت اس کے سامنے صرف ۳

شام سان فرانسسکو کانفرنس میں شامل ہوگا

دمشق ۔ ۳ ستمبر۔ خبر آئی ہے کہ شام نے صلحنامہ جاپان سے متعلقہ سان فرانسسکو کانفرنس میں اپنا وفد بھیجنا منظور کرلیا ہے۔ اب اس دعوت منظور کرنے والے ملکوں کی تعداد ۵۲ ہوگئی ہے۔ کل ۵۵ میں سے دو یعنی ہندوستان اور برما نے شرکت سے انکار کیا ہے۔

دو اہم سرکاری اطلاعیں

لاہور ۳ ستمبر۔ حکومت کے ایک اعلان کے مطابق جو لوگ فیروز پور قصور کے راستے پاکستان آنا چاہیں۔ انہیں شام کو چار بجے سے پہلے سرحد پار کرنی چاہیئے۔ ورنہ اس کے بعد لاری وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے انہیں غالباً رات کو رکنا پڑے گا۔

لاہور ۳ ستمبر جن لوگوں نے یکم مارچ ۱۹۴۷ء کے بعد کسی تارک وطن سے کوئی جائداد خریدی ہے اسے اسوقت تک متروکہ جائداد سمجھا جائیگا۔ جب تک پاکستان کے متروکہ جائداد کے انتظامی قانون بابت ۱۹۴۹ء کے سیکشن ۷ کے مطابق متعلقہ جائداد کی تصدیق نہ کرالی گئی ہو اس سلسلے میں انتقال کرنیوالے کا متعلقہ جائداد کے بارے میں یہ ڈیکلریشن حاصل کرنا کافی نہیں سمجھا جائیگا

چھوٹے ملکوں کا اقوام سے اعتماد اٹھ رہا ہے۔ اُسے فوراً ہندوستان کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کرنا چاہیئے

پشاور ۳ ستمبر۔ آج ضلع مردان کے ایک گاؤں میں مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلےٰ سرحد نے سلامتی کونسل پر زور دیا کہ وہ اسوقت جب سب طرف سے کشمیر کے معاملہ میں ہندوستان کی ہٹ دھرمی اور پاکستان کی سرحدوں پر اس کی فوجوں کے اجتماع کی مذمت ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے خلاف کوئی مؤثر قدم اٹھائے۔ تقریباً تمام کے تمام اقوام متحدہ کے ممبر ہندوستان کے رویے پر نکتہ چینی کر چکے ہیں۔ لیکن سلامتی کونسل نے اب تک اس خطرناک مسئلے کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔ اور وہ ہندوستان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے سے ہچکچاتی ہے۔ گویا وہ کشمیر پر ہندوستان کے قبضہ کو اور مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ اور اس طرح اُسے خود ہی اپنے فیصلوں کے پرواہ کرنے کے انعام سے نواز رہی ہے۔ جو نا خوشگوار ہے اور ناخوشکن ہے آپ نے عوام کو تلقین کی کہ وہ ہر وقت چوکس رہیں اور جب تک ہندوستانی فوجیں پاکستانی سرحدوں پر صف آراء ہیں۔ پنڈت نہرو کے امن کے دعوؤں پر دھیان نہ دیں۔

مظفر آباد۔ آج آزاد کشمیر ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے آزاد کشمیر حکومت کے صدر کرنل علی احمد شاہ نے کہا کہ رفتہ رفتہ چھوٹے ملکوں کا اقوام متحدہ کے عالمگیر ادارہ سے اعتماد اٹھ رہا ہے۔ اور وہ انہیں ان کے بنیادی انسانی حقوق دلانے میں ناکام رہا ہے آپ نے کہا اقوام متحدہ خواہ کچھ کرے یا نہ کرے کشمیر کے لوگ اپنا حق خود اختیاری حاصل کرکے رہیں گے۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی … ود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

تحریک جدید ایک طوعی تحریک ہے لیکن روحانی ترقیات کا حصول اس پر عمل کرنے کے ساتھ ہی وابستہ ہے

جو احمدی اس بابرکت تحریک کے مطالبات کو پورا نہیں کرتا عین ممکن ہے کہ اس کا ایمان ضائع ہو جائے

جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ تحریک جدید میں مختلف مطالبات پر ایمان افروز تقاریر

(اسٹاف رپورٹر)

لاہور ۱۳ ستمبر۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے کل یہاں ایک تقریر کے دوران میں اس امر پر زور دیا کہ بیشک تحریک جدید ایک طوعی تحریک ہے۔ لیکن اس تحریک میں شامل ہوئے بغیر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم روحانی اعتبار سے کماحقہ ترقی کر سکیں۔ ہم فرائض کی ادائیگی کے بعد اس حد تک تو روحانی زندگی حاصل کر سکتے ہیں کہ سانس چلتا رہے۔ اور کہنے کو ہم روحانی طور پر زندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن روحانی زندگی میں توانائی و پختگی کا وہ دور جس کے ساتھ تمام روحانی ترقیات وابستہ ہوتی ہیں۔ نوافل کے بغیر کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا۔ صاحبزادہ صاحب نے یہ تقریر جماعت احمدیہ لاہور کے اس جلسہ میں ارشاد فرمائی۔ جو کل صبح مکرم جناب قاضی محمد اسلم صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت "یوم تحریک جدید" کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا

جلسہ میں صاحبزادہ صاحب اور صاحب صدر کے علاوہ مکرم جناب حافظ عبد السلام صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت، مولوی عبد اللطیف صاحب مبلغ سلسلہ، میاں غلام محمد صاحب اختر، سیکرٹری تحریک جدید شیخ نور احمد صاحب، خورشید احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور اور خالد ہدایت صاحب مقامی ناظم تحریک جدید خدام الاحمدیہ نے بھی اس بابرکت تحریک کے مختلف مطالبات پر روشنی ڈالی۔

نوافل کی اہمیت

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے تقریر کے دوران میں فرائض اور نوافل کے تعلق پر نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ فرائض اور نوافل کی ادائیگی صرف دین سے ہی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ دنیوی امور میں بھی بعض چیزیں فرائض میں شامل ہیں۔ اور بعض کو نوافل کا درجہ حاصل ہے۔ پھر دنیوی زندگی میں بھی نوافل کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہے جتنی کہ روحانی زندگی میں۔ دنیوی زندگی میں ان کی اہمیت کا یہ حال ہے۔ کہ ہم فرائض پر ہی نہیں ٹھہر جاتے۔ بلکہ فرائض کی ادائیگی کے بعد فوراً ہی نوافل کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ مثال کے طور پر پیٹ بھرنے کا سوال ہے۔ قوت لایموت کا حصول فرائض میں داخل ہے۔ لیکن ہم اتنا ہی نہیں کھاتے۔ کہ جس سے صرف زندگی برقرار رہے بلکہ حصول معاش میں ہماری کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم اچھا کھانا کھائیں۔ تاکہ ہمارے جسم کی بہتر طریق پر نشوونما ہو سکے۔ ہم ایک اچھے شہری بن سکیں اور ان فرائض کو بجا لا سکیں۔ جو اچھا شہری ہونے کی حیثیت میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ قوت لایموت سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے ہم جو بھی جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ نوافل میں شامل ہے اور ہم یہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ اس کے بغیر ہم زندہ تو رہ سکتے ہیں لیکن ترقی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح لباس کا معاملہ ہے۔ ستر ڈھانپنا فرائض میں شامل ہے۔ لیکن اس معاملے میں بھی ہم فرض کی ادائیگی پر ہی نہیں ٹھہر جاتے۔ بلکہ فوراً آگے نکلنے کی کرتے ہیں۔ اور ہماری کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ ہم اچھا لباس پہنیں تاکہ باعزت شہری کہلا سکیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے۔ تو ہم زندہ تو رہ سکیں گے لیکن ترقی نہیں کر سکیں گے۔ اسی طرح ہر چیز کا حال ہے۔ دنیوی زندگی کا کوئی شعبہ لے لو۔ ہم وہاں ترقی کی خاطر فرائض پر ہی اکتفا کرنا نہیں چاہتے بلکہ خود بخود نوافل کو اختیار کرتے ہیں لیکن جب دین کا معاملہ آتا ہے۔ تو ہم فرائض پر ہی ٹھہر جانا چاہتے ہیں اور نوافل سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ فرائض کی ادائیگی روحانی بقا کی ضمانت تو دے سکتی ہے۔ یعنی یہ کہ روحانی طور پر ہم زندوں میں شامل ہیں اور سانس آرہا ہے۔ لیکن روحانی ترقی اور حصول مدارج عالیہ کے لئے وہ کافی نہیں ہو سکتے۔ حق یہ ہے کہ نوافل کے بغیر نہ دنیوی دنیا میں ترقی نصیب ہو سکتی ہے نہ روحانی دنیا میں۔ پس اگر ہم روحانی طور پر ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں لازماً اسی ذوق و شوق کے ساتھ نوافل کی طرف توجہ دینی ہوگی جس ذوق و شوق سے ہم دنیوی ترقی کے لئے فرائض کے بعد فوراً ہی نوافل کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔

نفلی قربانی

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ تحریک جدید میں شمولیت ایک نفلی قربانی ہے۔ لیکن اس نفلی قربانی کو ادا کئے بغیر ہم وہ روحانی ترقیات حاصل نہیں کر سکتے۔ جن کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نوافل کو قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر تحریک جدید کا چندہ بے شک زکوٰۃ کی طرح فرض نہیں ہے۔ یا چندہ عام اور چندہ وصیت کی طرح لازمی نہیں ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی اس لئے ضروری اور اہم ہے۔ کہ اس کے بغیر ہم خدا تعالیٰ کے خاص انعامات کے وارث قرار نہیں پا سکتے۔ ہم میں سے کون ہے۔ جو اسی پر قناعت کرے۔ کہ روحانی طور پر وہ صرف سسک سسک کر جیتا رہے اور زندگی کا وہ کیف و سرور حاصل نہ کرے۔ جسے صحیح معنوں میں روحانی زندگی کہتے ہیں۔ پس تحریک جدید کو خدا تعالیٰ کا ایک فضل سمجھتے ہوئے ہم میں سے ہر شخص کو اس میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے حصول مدارج کا ایک ذریعہ اور نہایت آسان ذریعہ مقرر فرمایا ہے۔

آخیر میں آپ نے ان ذمہ داریوں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جو تحریک جدید کے سلسلے میں خدام الاحمدیہ پر عائد ہوتی ہیں۔ نیز وعدے لکھوانے اور چندہ وصول کرنے کے صحیح طریقے بھی بیان فرمائے۔

تحریک قدیم

مکرم جناب حافظ عبد السلام صاحب نے تحریک جدید کے مطالبات میں سے ان مطالبات پر قرآن کی رو سے روشنی ڈالی (۱) پنشنر حضرات اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں (۲) صاحب پوزیشن احباب لیکچر دیں (۳) وقف زندگی

نیز آپ نے تحریک جدید کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ تحریک کوئی جدید تحریک نہیں۔ بلکہ اتنی ہی قدیم ہے۔ جتنی کہ حصول قرب الٰہی کی راہیں قدیم ہیں۔ جب سے خدا تعالیٰ نے بندوں کیلئے اپنے قرب کی راہیں کھولنی شروع کیں۔ اسی وقت ہی اس تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی سیدنا حضرت امیر المومنین نے ان ذرائع کو ایسی معین شکل میں جو ہماری روزمرہ کی زندگی پر چسپاں ہو سکے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ تاکہ ہمیں عمل کرنے میں آسانی ہو۔ اس کی موجودہ شکل واقعی جدید ہے لیکن جہاں تک اس تحریک کے اصولوں کا تعلق ہے بالکل قدیمی ہیں۔ اگر ہم قرآن کو اول سے آخر تک پڑھ جائیں۔ تو ہمیں جگہ جگہ اس تحریک کا ذکر ملے گا۔ چنانچہ آپ نے متعدد نصوص قرآنی پیش فرما کر بتایا کہ گذشتہ انبیاء نے کیونکر اپنی قوم کو قربانیوں کے لئے تیار کیا۔ نیز آپ نے ان کی قربانیوں کی تحریک سے مطابقت بھی واضح کی

ہر شخص مخاطب

حافظ صاحب کی تقریر کے بعد صاحب صدر جناب قاضی محمد اسلم صاحب نے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا حافظ عبد السلام صاحب نے بھی جن مطالبات پر نہایت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی ہے سو وہ مطالبات اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسے ہیں۔ کہ ان سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ گویا خاص عمر یا خاص قسم کے لوگوں سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر یہ مطالبہ ہی ہے کہ پنشنر اصحاب خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس میں مخاطب بظاہر پنشنر حضرات ہی ہیں۔ لیکن درحقیقت دیگر مطالبات کی طرح یہ مطالبہ بھی خطاب عام پر مشتمل ہے۔ جو پنشنر ہیں اس میں ان سے براہ راست خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو غیر پنشن یافتہ ہیں مخاطب وہ بھی ہیں۔ لیکن بالواسطہ طریق پر وہ اس طرح کہ جو پنشن کی عمر کو نہیں پہنچے۔ وہ ابھی سے یہ عزم کریں۔ کہ وہ دنیا کی نوکری سے فارغ ہو کر دین کی خدمت کریں گے۔ اگر آج ہی ہم یہ عزم کر لیں اور اس کو پروان چڑھاتے چلے جائیں۔ تو پھر پنشن پانے کے بعد ہمیں تامل کی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔ بلکہ ہم فوراً ہی لبیک کہتے ہوئے جا حاضر ہونگے پھر اس مطالبہ سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ اس میں صرف ملازم پیشہ لوگ ہی مخاطب ہیں۔ کیونکہ جنہوں نے ایک نہ ایک دن ریٹائر ہونا ہے۔ اس کے مخاطب وہ لوگ بھی ہیں۔ جو کاروبار کرتے ہیں دنیا کمانے کی انہیں بھی کوئی نہ کوئی حد مقرر کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کریں۔ دنیا کے متمدن ممالک میں یہ دستور ہے۔ کہ وہاں کاروباری لوگ بھی عمر کے ایک حصے تک کاروبار کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کاروبار ترک کرکے خدمت خلق کے کاموں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ہمارے کاروباری لوگوں کو بھی ایسی حد مقرر کرنی چاہیئے عمر بھر کے واسطے دنیا کا ہی ہو رہنا ٹھیک نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تحریک جدید کے ہر مطالبہ میں ہر شخص مخاطب ہے۔ اگر ہم یہ سوچنے لگیں۔ کہ فلاں مطالبہ میں میں مخاطب نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں۔ تو ہم کسی مطالبہ پر بھی عمل نہیں کر پائیں گے۔ اور اگر ہم میں سے ہر شخص یہی سمجھے کہ ہر مطالبہ میں خود مخاطب ہے اور دوسرا نہیں۔ تو پھر ہمارے لئے عمل کرنے کے پہلو نکل آئیں گے۔ اور ہم بلا دقت ان مطالبات پر عمل کرتے جائیں گے۔

ریڑھ کی ہڈی

میاں غلام محمد صاحب اختر نے سادہ زندگی کے مطالبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ سادہ زندگی تحریک جدید کے حق میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اس ساری تحریک کی روح اور اس کا نچوڑ یہی مطالبہ ہے۔ اس کو پورا کئے بغیر ہم اس تحریک کی جملہ برکات سے ہرگز فائدہ نہیں اٹھا سکتے یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین نے اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد بھی اسی مطالبہ پر ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"پس جن لوگوں کے قلوب میں محبت ہے۔ اسلام کی خدمت کا احساس ہے۔ ان کو چاہیئے کہ اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں۔ اور ایسا بنائیں کہ زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اور دنیا میں حقیقی مساوات قائم کر سکیں جس کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا"

پھر حضور فرماتے ہیں۔ کہ تحریک جدید پر بالعموم اور سادہ زندگی کے مطالبہ پر بالخصوص عمل کئے بغیر ہم اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس میں شک نہیں تحریک جدید نفلی تحریک ہے۔ لیکن اس میں شامل ہوئے بغیر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ ہم میں قربانی کی روح پیدا ہو سکے حضور فرماتے ہیں:۔

"بیشک یہ نفلی قربانی ہے۔ لیکن بعض نفلی قربانیاں بھی بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نوافل کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں مگر میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ وہ علیٰ شفا حفرۃ من النار ہے بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے"

(باقی بر صفحہ ۷)

روزنامہ الفضل لاہور
۴ ستمبر ۱۹۵۱ء

سادہ زندگی اور دُعا

جماعت احمدیہ علیحدہ جماعت کیوں بنائی گئی ہے؟ یہ سوال ہے جو ہر وقت ایک احمدی کو اپنے آپ سے کرتے رہنا چاہیئے۔ اور اس سوال کا جواب سوچتے رہنا چاہیئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ جماعت اس لئے الگ بنی ہے کہ ہم دوسرے انسانوں سے علیحدہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا ہم ایسی جماعت بنا ہی کس طرح سکتے ہیں۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم اپنے سب سے بڑے دشمنوں سے بھی علیحدہ نہیں رہ سکتے۔ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی طرح ہمارا کام اپنے سب سے بڑے دشمنوں سے بھی پڑ ہی جاتا ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص پکا ارادہ کر لیتا ہے۔ کہ میں فلاں شخص سے عمر بھر کوئی تعلق نہیں رکھوں گا مگر کوئی ایسی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی کہ وہ شخص اپنے اس وعدہ پر قائم رہا ہو انسانی زندگی کا مزاج پرلے درجہ کا متلون ہے۔ اور انسانی ارادے بھی نہایت ہی محدود ہوتے ہیں۔ زندگی کے ہزار ہا اور لکھو کھہا ہی پہلو نہیں بلکہ بے شمار پہلو ہیں۔ جو سب کے سب کوئی ارادہ کرتے وقت ہمارے سامنے نہیں ہو سکتے۔ ہم ایک ارادہ کر لیتے ہیں۔ مگر انقلاب زمانہ زندگی کا ایک اور ایسے پہلو سے ہمیں دوچار کر دیتا ہے کہ ہمیں وہ ارادہ توڑنا ہی پڑتا ہے۔ اس بات کے اظہار کے لئے ہر قوم اور ہر زبان میں ضرب الامثال موجود ہیں۔ انگریزی میں ہے

Man proposes God disposes

یعنی انسان ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کو توڑ دیتا ہے عربی میں ہے عرفت ربی بفسخ العزائم۔

الغرض کوئی جماعت چل نہیں سکتی جس کا مقصد باقی تمام بنی نوع انسان سے علیحدہ رہنا ہوتا ہے پھر کیا ہم نے اس لئے علیحدہ جماعت بنائی ہے کہ ہم تجارت میں یا کسی صنعت میں مشترکہ مفاد حاصل کریں؟ یا کیا ہماری غرض اپنے لئے سیاسی غلبہ حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض نادان سیاسی مولوی اسلام کا مقصد بیان کرتے ہیں۔ یا جیسا کہ آجکل کے باطل نظاموں کے سربر سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اصول بغیر فوجی غلبہ کے قائم نہیں کر سکتے۔

پھر کیا ہم نے یہ جماعت اس لئے بنائی ہے کہ ہم اپنے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے روزگار مہیا کرنے کے ذرائع ڈھونڈتے رہیں ان کے لئے نوکریاں تلاش کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ جس احمدی سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ جماعت احمدیہ کیوں علیحدہ جماعت بنائی گئی ہے تو وہ مندرجہ بالا اغراض میں سے کسی غرض کو جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض نہیں بیان کرے گا اور اگر یکے بعد دیگرے ان اغراض کو ان کے سامنے لایا جائے گا۔ تو وہ اس کی پر زور تردید کرے گا

پھر آخر جماعت احمدیہ کیوں علیحدہ جماعت بنائی گئی ہے۔ اس سوال کا صحیح جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ ہر احمدی نے ان کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ وہ خود اچھی طرح جانتا ہے کہ اس سوال کا کیا جواب ہے۔ کیونکہ اس کا اس جماعت میں شامل ہونا ہی اس سوال کا جواب ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ اس جماعت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی پوری طاقتیں دنیا میں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے میں صرف کر دے۔ یہ جماعت اس لئے علیحدہ بنائی گئی ہے کہ تمام ایسے لوگ اپنی تمام قوتوں کو ایک مشترکہ مرکز میں جمع کر کے اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے صرف کر دیں۔

ہم نے عرض کیا ہے کہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم نے دنیا میں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ اس کی حقیقت واضح نہیں ہو جاتی ہم کو یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا کیا مطلب ہے۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بادشاہت اگر دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ تو اس کا دنیا کو کیا فائدہ ہے؟ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟ ان ذرائع سے کام کس طرح لینا ہے؟ جب تک ہم یہ تمام باتیں یا اس سے متعلقہ تمام باتیں نہ جانیں صرف یہ کہہ دینا کہ ہماری جماعت اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔

کہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا بغور مطالعہ کریں تاکہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا صحیح مفہوم معلوم ہو جائے۔ اور ہم پر واضح ہو جائے کہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا کیوں ضروری ہے؟ اور کیوں ہم کو اسے قائم کرنے کے لئے اپنا مال اپنی اولاد اپنی جان۔ الغرض جو کچھ ہمارا ہے سب کچھ لگا دینا چاہیئے۔ جب تک ہمیں اپنی پوزیشن کا صحیح عرفان نہ ہو۔ جب تک ہمارا یہ عرفان ہمارے علم کی ٹھوس بنیاد پر قائم نہ ہو۔ یعنی جب تک ہمیں یہ یقینی علم نہ ہو جائے کہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت ہی قائم ہونے سے دنیا کی نجات ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک ہمارا ایمان ایسا محکم نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنا مال اپنی جان اپنی اولاد۔ اپنی آبرو اس کام میں صرف کرنے کے لئے صحیح معنوں میں تیار ہو جائیں ایسی صورت میں جو کچھ ہم صرف بھی کریں گے چونکہ وہ علیٰ وجہ البصیرت نہیں کریں گے۔ اس لئے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

یہ تو ہے علم کی بات۔ یہاں تک ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر کے خدا تعالےٰ کی بادشاہت کا صحیح مفہوم حاصل کریں اور سمجھیں کہ اس کا دنیا میں قائم ہونا کیوں ضروری ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ محکم ایمان جو کسی مقصد کے حصول کے لئے ہم کو آتش بپا بنا دیتا ہے۔ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ مقصد ہماری رگ و پے میں سرایت نہ کر جائے اور رگ و پے میں سرایت کرنے کے یہی معنے ہیں کہ ہمیں اس مقصد کا حق الیقین ہو جائے۔

اب ہمارا مقصد ہے دنیا میں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا مندرجہ بالا تصریح کے پیش نظر یہ مقصد ہم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک ہمارا ایمان باللہ والرسول اتنا محکم نہ ہو جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے۔ وہ ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے آتش بپا کر دے۔ یعنی ہم کو چین نہ آئے۔ جب تک اس تعلق میں ہم اپنی پوری پوری دسترس نہ خرچ کر دیں۔

اس سے صاف نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے۔ کہ جب تک ایمان باللہ والرسول میں محکمیت کے لئے ہم ذرائع نہ معلوم کریں۔ اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں اپنے متذکرہ بالا مقصد کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش نہیں کر سکتے۔

ان ذرائع کے معلوم کرنے کے لئے بھی ہمیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ وہ "دعا" ہے۔

یہاں ایک بات اور بھی سمجھ لیں ہم نے جو مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ پر زور دیا ہے۔ تو وہ اس لئے دیا ہے کہ ان میں جو باتیں ہیں وہ ان باتوں کی ہی توضیح ہیں جو اللہ تعالےٰ کے کلام قرآن مجید اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہیں۔ اصل منابع قرآن کریم اور سنت ہیں مسیح موعود علیہ السلام نے تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے انہی باتوں کو موجودہ زمانے کے فہم و ادراک کے مطابق صرف بیان کر دیا ہے۔ اس ضمن میں آپ کی حیثیت اس گورنر کی طرح ہے جو کسی بادشاہ کے احکام کو نافذ کرنے کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کی بادشاہت میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکام ہی جاری ہوتے ہیں۔ اس لئے جو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان احکام کو نافذ کرنے کے لئے مقرر ہوگا۔ وہ ان احکام سے باہر نہیں جا سکتا۔ صرف مقام و زمانہ کے لحاظ سے ان کے نفاذ میں جو باتیں کرنا ضروری ہیں وہی کر سکتا ہے۔ اس لئے مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں جو کچھ مندرجہ بالا دونوں باتوں کے متعلق لکھا ہے وہ دراصل وہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ اس میں سرمو فرق نہیں پائیں گے۔

فاتحہ

قرآن کریم سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے۔ سورۃ کیا ہے ایک "دعا" ہے۔ ایک عظیم الشان دعا جو اللہ تعالےٰ نے خود ہمیں سکھائی ہے۔ اس کو قرآن کریم کے شروع میں کیوں دیا گیا ہے؟ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کی بنیاد تعلق باللہ ہے اور تعلق باللہ "دعا" کے بغیر نہیں ہو سکتا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دراصل دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کی بنیاد دعا ہے۔ اور صرف دعا۔ وہ دعا جو سورۂ فاتحہ میں ہم کو سکھائی گئی ہے۔

ہمارے پاس یہ باور کرنے کے لئے ثبوت ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے جو فیض روحانی حاصل کیا ہے۔ اس کی بنیاد سورۂ فاتحہ پر ہے۔ آپ کی تحریرات میں سورۂ فاتحہ کی اتنی توضیحات ملتی ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اس سورت میں فنا ہو چکے تھے۔ اور اس سمندر میں غوطے لگا لگا کر وہ موتی نکالے تھے جو اس زمانے کی صحیح رہنمائی کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔

مسیح موعود علیہ السلام تو خیر آپ دیکھیں گے کہ تمام علمائے حق نے سورۂ فاتحہ کو قرآن کریم کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اور یہاں تک کہا ہے کہ باقی تمام قرآن مجید سورۂ فاتحہ ہی کی وضاحت ہے۔ اور سورۂ فاتحہ ہے کیا ایک دعا۔ کتنی عظیم الشان دعا ہے۔

اس دعا میں بھی ایک مرکزی چیز ہے اور وہ ان الفاظ میں ہے

"ایاک نعبد وایاک نستعین"

یادِ رفتگان

شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی رضی اللہ عنہ

(از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

۲۷ مئی ۱۹۵۱ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی حضرت شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

اسی دن ان کا جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے باوجود ناسازی طبع نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مخلص صحابہ میں سے تھے جنہوں نے عنفوانِ شباب میں حق کو اختیار کیا اور آخری دم تک اس پر قائم رہے اور اپنے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا کی۔ آپ نے ۱۹۰۱ء میں اس وقت بیعت کی جبکہ آپ کی عمر انیس بیس برس کی تھی۔ آپ خود بیان کرتے تھے کہ بیعت قبول کرنے سے پہلے مجھے دین سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن میرے والد متدین تھے اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی بھی عزت کرتے تھے مجھے مجبور کرکے مسجد میں لے جایا کرتے تھے۔

احمدیت کی طرف توجہ

ایک دن نماز جمعہ پڑھنے کیلئے ہم مسجد میں گئے تو مولوی محمد حسین صاحب نے اعلان کیا کہ آج مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ ہے (یہ مقدمہ اقدام قتل کے الزام کا تھا جس کی سماعت کیپٹن ڈگلس نے بٹالہ میں کی تھی) اور میں شاہد ہوں گا۔ اس لئے آج نماز جلدی ہوگی۔ نماز پڑھ کر مولوی صاحب جب کچہری گئے تو اردلی نے مولوی صاحب سے کہا "آپ دیر سے آئے ہیں۔ صاحب بلاتے ہیں۔" وہ اندر چلے گئے جب باہر آئے تو ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئے۔ اردلی نے کسی کے کہنے پر یا از خود کہا کہ صاحب نے تمہیں اندر کرسی نہیں دی یہاں سے اٹھو ورنہ صاحب ناراض ہوں گے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ مولوی صاحب کو اس نے کرسی سے اٹھا دیا۔ اور کرسی بھی اٹھا کر کسی دوسری جگہ رکھ دی مولوی محمد حسین صاحب نے کسی شخص سے چادر لی اور اس پر بیٹھ گئے۔ اس شخص سے کسی نے کہا کہ یہ مولوی عیسائیوں کی طرف سے شہادت دینے آیا ہے اور کہا کہ لوگ تجھ سے ناراض ہوں گے کہ ایسے شخص کو کیوں چادر دی جو عیسائیوں کے حق میں مسلمانوں کے خلاف شہادت دینے آیا ہے۔

یہ واقعہ شیخ صاحب مرحوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے بعد آپ کو ۱۹۰۰ء میں پہلی دفعہ قادیان جانے کا اتفاق اس طرح ہوا کہ امرتسر سے دو شخص حب اللہ چراغ الدین بٹالہ آئے اور قادیان جانے کا شوق ظاہر کیا۔ انہوں نے انہیں بھی تیار کر لیا۔ قادیان پہنچے تو وہاں ان کا ایک رشتہ دار تھا جو گورنمنٹ کی طرف سے کار خاص پر متعین تھا۔ اس کی ڈیوٹی تھی کہ جو آدمی مہمان خانہ میں آئیں ان کے نام نوٹ کرے۔ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے الحمد کی تفسیر فرمائی جس نے آپ کے دل پر خاص اثر کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں ہمیشہ اپنے والد صاحب کے ساتھ مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ مگر مجھے کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی تھی مگر مولوی صاحب کی تفسیر نے خاص اثر کیا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ گول کمرہ میں کھانا کھایا۔ حضور کی باتیں سنیں۔ میرا دل لگ گیا میں دو تین دن وہاں رہا۔ نماز میں بھی جی لگ گیا اور وہاں معارف بھی ایسے سنے جو پہلے کبھی نہ سنے تھے حضرت اقدس کی شکل و شباہت اور پاکیزہ کلام نے دل پر اثر کیا۔ اس کے بعد شیخ صاحب فرماتے تھے کہ طبیعت یہی چاہتی تھی کہ پھر قادیان جاؤں۔ چنانچہ بار بار جانا شروع کیا۔ جب میں نے بیعت کا ارادہ کر لیا تو ان دنوں میرا پہلا لڑکا عبدالقیوم پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے بعد پہلی عید آئی۔ بڑی خوشی تھی میرا قادیان جانا چاہتا تھا مگر گھر والوں نے بڑی روک ڈالی۔ لیکن میں قادیان چلا گیا۔ دو تین دن وہاں رہا اور بیعت کر لی۔ بٹالہ واپس آنے پر شور پڑ گیا۔ ہمارا گھر اہلحدیث مولویوں کا اڈہ تھا۔ انہوں نے بڑا شور مچایا۔ بحث شروع ہو گئی اس لئے کتب کا مطالعہ شروع کیا۔

مولوی محمد علی بوپڑی جو بہت خوش الحان تھا اور اس کے وعظ میں عورتیں بے شمار جایا کرتی تھیں بد زبانی بھی کرتا تھا۔ اس کے ساتھ بحث میں بھی حصہ لیتا رہا۔ مولوی موصوف کے وعظ سے متاثر ہو کر میری والدہ صاحبہ بڑی سختی کرتی تھیں۔ آخر میرے والد صاحب نے مجھے جواب دیدیا۔ اور کہا کہ ہم عاق کر دیں گے۔ اس لئے مجھے کئی ماہ گھر سے باہر رہنا پڑا۔ میرے والد صاحب میری والدہ سے کہا کرتے تھے کہ پہلے دین سے بے پرواہ تھا۔ سویا رہتا تھا۔ اب نماز پڑھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے اسے میں کس بات پر عاق کروں؟ مگر پھر بھی دنیاوی باتوں کو مدنظر رکھ کر کہا کہ مرزائیت کو چھوڑ دو۔

بہرحال شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کو تکلیفوں پر تکلیفیں دی گئیں مگر آپ نے ہر تکلیف کو بخوشی برداشت کیا۔ اور اہلحدیث مولوی جو ان کے گھر آتے ان سے مباحثہ کرتے اور ڈرتے نہ تھے۔ اس سے شیخ صاحب کے والد صاحب کو سخت صدمہ ہوا اور وہ بیمار ہو گئے۔ چونکہ مولوی کثرت سے آتے تھے اور ان کے ساتھ میری بات چیت ہوتی تھی۔ اس لئے حالات بتانے کیلئے مجھے بار بار قادیان جانا پڑتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فراست صحیحہ

شیخ صاحب فرماتے تھے کہ والد صاحب کو آخر کار یرقان ہو گیا اور بیماری بڑھتی چلی گئی۔ وہ چاہتے تھے کہ مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بلایا جائے۔ مگر مجھے کہہ نہیں سکتے تھے۔ آخر کار میرے چچا شیخ برکت علی صاحب کے ذریعہ مجھ سے کہا۔ میں نے کہا حضرت صاحب کے نام خط لکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے منشی قاضی اصغر علی صاحب سے حضرت صاحب کے نام خط لکھوایا۔ میں اپنے ہمراہ قاضی نعمت علی صاحب احمدی کو لے گیا۔ مغرب کے وقت جب ہم مہمانخانہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تین روز سے درد گردہ اور اسہال سے زیادہ بیمار ہیں۔ اس لئے صبح حضور کو اطلاع دی گئی۔ حضور نے فی الفور اپنے بالاخانہ میں بلا لیا۔ اور مجھ سے والدین کے سلوک کا حال دریافت کیا اور والد صاحب کا خط دینے پر مسکرائے۔ خط میں بیماری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو چند دنوں کے لئے ضرور بھیج دیں میں بہت شکر گذار ہوں گا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ:

ہمیں بھیجنے میں کوئی عذر نہیں یا فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر معاملہ دگرگوں ہوگیا تو ہم پر الزام آئیگا۔

حضور سے فارغ ہو کر میں خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سارا واقعہ سنایا تو آپ نے ان تکالیف کے پیش نظر جو مجھے والدین کی طرف سے پہنچ رہی تھیں فرمایا ہم انشاء اللہ پہنچ جائیں گے۔ اور اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رقعہ لکھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے وہی لکھا جو شیخ صاحب فرما چکے تھے جواب پڑھ کر مولوی صاحب حیران و ششدر رہ گئے۔ اپنی کہنی تپائی پر رکھ کر اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر گہری سوچ میں پڑ گئے اور کئی منٹ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا:۔

"میرے وہم و گمان میں بھی جو بات نہ تھی وہ حضور نے فرمائی ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ عبداللہ عرب کو آپ کے ہمراہ بھیج دیتے ہیں۔ وہ ہوشیار طبیب ہے اور میرے تجارب سے خوب واقف ہے۔ چنانچہ آپ نے نسخہ لکھ دیا اور فرمایا کہ اگر یہی بیماری اور یہی تشخیص ہوئی تو یہ نسخہ دے دینا

بٹالہ پہنچ کر میرے والد صاحب عبداللہ عرب کے آنے پر خوش نہ ہوئے۔ ان کی طرز گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو دانستہ طور پر نہیں بھیجا عبداللہ صاحب نے حالات دریافت کرکے وہی نسخہ تجویز کیا۔ اس نسخہ میں مصبّر ایک دوائی تھی۔ جب والد صاحب کو معلوم ہوا کہ مصبر ایلوا کو کہتے ہیں تو انہوں نے شور مچایا کہ ایلوا بہت گرم ہوتا ہے اور مجھے پہلے ہی بیماری نے آگ لگائی ہوئی ہے اس لئے میں اس کو استعمال نہیں کروں گا۔ چنانچہ عبداللہ عرب صاحب کو دس روپے دے کر واپس کر دیا۔ پھر امرتسر اور لاہور کے طبیب علاج کیلئے بلوائے لیکن بیماری بڑھتی گئی اور تین چار دن کے بعد وہ وفات پا گئے۔ میں بازار دوائی لینے گیا ہوا تھا۔ راستہ میں مجھے اطلاع ہوئی۔ اس وقت میری یہ حالت تھی کہ تمام جسم میں بجلی کی طرح رو چل رہی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہی الفاظ دماغ میں چکر لگا رہے تھے کہ اگر خدانخواستہ وہ دوائی جو مولوی صاحب نے تجویز کی تھی استعمال کرائی جاتی تو ہم پر واقعی الزام آتا کہ ہم نے سازش کر کے کوئی زہریلی دوا دے کر مروا دیا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہے کہ اس نے محض اپنے تصرفات کے ذریعے اس دوائی کا استعمال ہی نہ ہونے دیا۔

اس کے بعد جب میں قادیان گیا تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب کا نشان دیکھا؟ ہم سے ایک غلطی ہوئی تھی کہ ہم نے نسخہ تجویز کرکے عبداللہ صاحب کو بھیجا لیکن تصرفات الٰہی نے نسخہ استعمال نہ کرا کر ہمیں محفوظ رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو اس بات کا پورا علم ہو گیا تھا کہ یہ واقعہ ہونے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضور خاموش رہے۔ اس معاملہ کے متعلق کوئی بات نہ کی۔

یہ واقعہ بھی شیخ صاحب مرحوم کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا۔ الغرض آپ ان نوجوانوں میں سے تھے جنہوں نے استقلال اور ثابت قدمی کا نمونہ دکھایا۔ آپ کی برادری نے بھی آپ کو سخت تکالیف دیں لیکن آپ حق پر قائم رہے۔ آخرکار آپ کی دینداری اور امانت و دیانت اور نیکوکاری کا برادری پر ایسا اثر ہوا کہ گو وہ احمدی نہ ہوئے لیکن آپ کے مداح ضرور تھے۔ اور آپ سے ضروری امور میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ سالہا سال جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ رہے اور جماعت کے کام نہایت تندہی اور خوشی سے سرانجام دیتے رہے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ واکرم نزلہ وادخلہ الجنۃ۔

پتہ مطلوب ہے

رحمت اختر صاحب بنت وزیر آبادی و برادر منظور احمد صاحب شید کلرک انجمن خدام لاہور اپنے موجودہ پتہ سے اطلاع دیں یا اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو نظارت ہذا میں اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ (ربوہ)

220

رائج الوقت کلینڈر

(از مکرم جنید ہاشمی صاحب بی-اے)

"وقت" کی پیمائش کرنا انسانی ذہن کے اولین کارناموں سے ہے۔ جہاں دیگر فنون و علوم مثلاً زراعت۔ تعلیم۔ ریاضی واقلیدس ترقی کرتے رہے۔ وہاں مختلف زمانوں میں انسانی زندگی کو وقت کے پیمانے سے ماپنے کی سعی وکوشش ہوتی رہی ہے۔ تقویم یا کلینڈر کی ابتدا کا باعث وہ حیرت واستعجاب ہے۔ جو اجرام فلکی کے نظام و پابندی کو دیکھ کر پیدا ہؤا۔ انسان نے سورج-چاند اور سیاروں کو دیکھا۔ کہ کس ضبط ونسق سے اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں لگے ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دن رات اور موسم کی تبدیلیاں پابندی اور توازن سے پیدا ہوتی ہیں۔ آہستہ آہستہ قدرت نے اپنی حیرت ناک تنظیم اور ہم آہنگی سے انسانی زندگی اور معاشرت کو اپنی حد بندیوں میں جکڑ لیا۔ اور انسان نے بھی اپنی بے بسی اور بے چارگی سے مجبور ہو کر قدرت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اپنے کاروبار اور کام کاج کو اوقات کے نظام کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

نظام فطرت کے ساتھ ہم آہنگی ثابت کرنے کے لئے انسان نے کئی ابتدائی بے ضابطہ کوششوں کے بعد کلینڈر بنایا۔ اور اسے دنوں-ہفتوں مہینوں-سالوں اور صدیوں میں تقسیم کیا۔ اور یہ کہا جاتا ہے۔ کہ شمسی موسمی کلینڈر انسان کی ابتدائی باضابطہ کوشش کی صورت تھی۔ ۲۴ گھنٹوں کا دن کلینڈر میں اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہوئی اس عرصہ میں ایک پورا چکر کاٹ لیتی ہے۔ اس کے بعد "سات دنوں کے ہفتہ" کی باری آتی ہے۔ جس کی ابتداء بابل کے زمانے میں ہوئی۔ بعد میں اہل یہود نے ساتویں روز یعنی "سبت" کا دن آرام کرنے کا دن مقرر کیا۔ چنانچہ سات روز کا ہفتہ بھی تقویم کا ایک یونٹ قرار دیا گیا۔ اور قسطنطین اعظم نے اسے ایک فرمان کے ذریعہ جاری کر دیا۔ پھر خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ چاند اپنی چار مختلف ہیئتیں ایک مہینے میں چار دفعہ تبدیل کرتا ہے۔ اور ہر ہیئت آٹھویں روز سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ سات روز کے ہفتہ کی قید اسی وجہ سے لگائی گئی ہو۔ دوسرے ممکن ہے۔ کہ "ہفت سیارگان" کا خیال بھی "ہفت روزہ" ہفتہ کی بنا ہو۔ اسی لئے سات دنوں کے نام بھی ان سات سیاروں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہی "سات دنوں کا ہفتہ" کلینڈر کا ایسا جزو ہے۔ جس نے تقویم کو متواتر و مساوی نہیں رہنے دیا۔ کیونکہ یہی سات کا عدد ایسا ہے۔ جو سال کے ۳۶۵½ دنوں پر پورا تقسیم نہیں کرتا۔ اس کے بعد "مہینہ" آتا ہے۔ جو چاند کے ایک چکر کو کم وبیش پورا کرنے کے عرصہ سے مرتب کیا گیا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں سال۔ چاند کے بارہ چکر پورے کر لینے پر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یہ خیال رہے۔ کہ سورج کی وجہ سے موسموں کی تبدیلی کو کلینڈر میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بعض مخصوص تاریخوں کو مقرر کر دینے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ۲۱ مارچ کو موسم بہار کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور یہ وہ وقت ہے جب طریق الشمس اور خط استواء کا انقطاع ہوتا ہے۔ اس کے بعد سورج فلک کے شمالی منطقہ کی جانب مصروف ہوتا ہے۔ اس روز شب وروز برابر ہوتے ہیں۔ بعد آفتاب عین راس السرطان پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد ۲۱ جون کو آفتاب خط استواء کے اوپر فلک پر اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ اور ۲۲ ستمبر کو پھر راس الجدی پر چمکتا ہے۔ اور ۲۱ دسمبر کو پھر آفتاب اپنے جنوبی منطقہ کی طرف مصروف سفر ہوتا ہے۔ یہ چار مختلف موسم سال کو اگرچہ فطرتی طور پر تقسیم کرنیوالے ہیں۔ اور خصوصاً آفتاب کی چار سالانہ واضح ہیئتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے کلینڈر اس کا اظہار نہیں کرتے۔ سال کے ۳۶۵¼ دنوں میں زمین سورج کے گرد ایک چکر لگاتی ہے۔ اور نظام شمسی کا یہ ایک اٹل قانون ہے۔ اس لئے لامحالہ کلینڈر کو اس کا حساب کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے سال بھر میں ¼ دن یا چار سال کے بعد ایک دن شامل کرنا پڑتا ہے جسے "لیپ کا سال" کہا جاتا ہے۔

ابتدائی زمانہ میں تین علیحدہ علیحدہ طرز کے کلینڈر رائج تھے۔ چونکہ چاند کی ہیئت دیکھ کر تاریخ معلوم کر لینی زیادہ آسان ہے۔ اس لئے ابتدائی زمانہ میں قمری تقویم کا رواج عام نظر آتا ہے۔ اسکی واضح مثال اسلامی کیلنڈر ہے۔ جو اب تک بھی رائج ہے۔ قمری تقویم میں موسمی تغیرات کا تعین بالکل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کا مہینہ کبھی سردیوں میں آتا ہے۔ اور کبھی گرمیوں میں۔ قمری سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ جو کبھی ۲۹ دنوں کے ہوتے ہیں۔ اور کبھی ۳۰ کے۔ جس کی وجہ سے شمسی سال سے قمری سال موسمی لحاظ سے ۱۱ دن کم ہو جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر قمری سال کا ہر مہینہ موسمی تغیر میں ۳۳ سال تک متواتر تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ جس عرصہ کے بعد پھر اپنے پہلے موسم کے مطابق آجاتا ہے۔

دوسرا کلینڈر شمسی قمری تھا۔ جسے یہودیوں نے رائج کیا تھا۔ جنہوں نے اسے سمریوں سے اخذ کیا تھا۔ یہ کلینڈر چاند کی حرکت پر مبنی تھا۔ اور اس کے بارہ مہینے تھے۔ چونکہ یہ گیارہ دن شمسی سال سے کم رہ جاتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ان گیارہ دنوں کی کمی کو تین سال کے عرصہ میں جگہ بجگہ ایزاد کر کے پورا کر لیا۔ اس طرح انہوں نے موسمی تغیر کے مسئلہ کو ایک حد تک درست کر لیا۔ مثلاً انہوں نے ۱۹ سال کے ایک دور میں ہر تیسرے۔ چوتھے چھٹے۔ آٹھویں۔ گیارھویں۔ چودھویں۔ سترھویں۔ اور انیسویں سال میں ایک مہینہ زائد کر دیا۔ اور یہ کمی پوری کی۔

تیسرا کلینڈر شمسی کلینڈر ہے جس کو تقریباً چار ہزار دو سو چھتیس سال قبل مسیح قدیم مصریوں نے مرتب کر کے رائج کیا تھا۔ اس کلینڈر کے رواج کی زیادہ تر وجہ یہ تھی۔ کہ مصری لوگ دریائے نیل کی طغیانی پر اپنے اناج و فصل کا انحصار رکھتے تھے۔ جس موسم میں دریائے نیل میں سالانہ طغیانی آتی تھی۔ وہی وقت اس مصری تقویم کی ابتداء کا باعث ہوئی۔ مصریوں نے اپنے قبل کے مروجہ کلینڈر کو ختم کر دیا۔ اور اپنے حاصل شدہ علم و دانش کے تجربہ کے کس بل پر خالص شمسی کلینڈر جاری کیا۔ اور یہی تاریخ تقویمیات میں ایک انقلابی دور ثابت ہؤا۔ انہوں نے سال کو ۳۶۵ دنوں پر تقسیم کیا۔ سال کے بارہ مہینے مقرر کئے۔ جن کا چاند سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ہر مہینہ تیس دن کا مقرر کیا۔ اور ۵ دنوں کی کمی پورا کرنے کے لئے سال کے آخری پانچ روز چھٹیوں کے دن مقرر کر دیئے۔

کئی برس کے بعد یعنی تقریباً تین سو سال قبل مسیح مصریوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ سال ۳۶۵ دن کا نہیں۔ بلکہ ۳۶۵¼ دن کا ہوتا ہے۔ چنانچہ پولیمی یورگیٹیس اور اس کے مشہور سائنسدان ایراطوسطینس نے کلینڈر کو درست کرنے کی کوشش کی چنانچہ ہر چار سال کے بعد ایک روز بڑھا کر یہ کمی پوری کر دی۔ اور اس ایک دن کو "نیکی کے دیوتا" کے نام پر بھینٹ چڑھا دیا۔ لیکن مصری کاہنوں نے اس لیپ سال کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد رومیوں نے جولیس سیزر کے زمانہ حکومت میں اس لیپ سال کو بھی جاری کر دیا۔ اور شمسی کلینڈر میں موسمی تغیرات کو بھی داخل کر دیا۔

جولیس سیزر نے سوسی جینس نجومی کی امداد سے بارہ ماہی سال کو تو قائم رکھا۔ لیکن باقی پانچ دنوں کو سال میں مختلف جگہ تقسیم کر دیا۔ ماقبل کے تمام قمری مہینے یکسر ختم کر دیئے۔ اور مہینہ کو سال کا بارھواں حصہ قرار دیا۔ اس ترمیم کو جاری کرنے کے لئے اس نے وہ سال ۴۴۵ دنوں کا منایا۔ (۴۶ قبل مسیح ق م) اس کے بعد کا سال (۴۵ ق م) گویا پہلا سال جولین کلینڈر کا تصور کیا جاتا ہے۔

رومن کلینڈر میں اس سال سے قبل چند ایک تبدیلیاں کی گئیں تھیں۔ مثلاً ۲۵ مارچ کو یکم مارچ اور پھر یکم مارچ کو یکم جنوری بنایا گیا۔ کیونکہ اس تاریخ کو اس کے فوجی افسروں نے شہری فرائض اختیار کئے تھے۔ پس آجکل جو یکم جنوری سے ہر سال شروع ہوتا ہے۔ وہ اسی تقریب کی یادگار ہے۔ کلینڈر میں دوسری قابل ذکر تبدیلی سات روز کا ہفتہ مقرر کئے جانے کی ہے۔ یہودیوں کا جاری کردہ رواج جولیس سیزر نے بھی تسلیم کر لیا۔ اور ہر ہفتہ سات روز کا مقرر ہوگیا۔ قسطنطین نے اتوار (سن ڈے) کو ہفتہ کا پہلا روز مقرر کیا۔ جس دن عبادت ودعا اور حشر کی یاد منائی جاتی تھی۔

بارہ صدیوں تک جولیس سیزر کا یہ مقرر کردہ کلینڈر مغربی ممالک میں رائج رہا۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ اس میں تبدیلی کی گئی۔ مسیحی پوپ گریگری XIII اور اس کے نجومیوں نے انکشاف کیا۔ کہ یہ کلینڈر موسموں کے مطابق نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۵۸۲ء میں یہ تبدیلی کی گئی۔ کہ صرف ان صدیوں کے سالوں میں لیپ کا سال تصور کیا جائے۔ جو ۴۰۰ پر تقسیم ہو سکیں۔ اور پھر موسمی تغیرات سے تطابق وہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے دس روز کی کمی کی گئی۔ یعنی ۴ اکتوبر بروز جمعرات کے بعد دوسرا روز ۱۵ اکتوبر بروز جمعہ مقرر کیا گیا۔

جب انگلستان اور امریکہ نے دو سو سال بعد اس ترمیم کو تسلیم کیا۔ تو انہیں ایک عجیب ترمیم کرنی پڑی۔ جارج واشنگٹن ۱۱ فروری کو پیدا ہؤا تھا۔ لیکن اسے اپنی تاریخ پیدائش ۲۲ فروری مقرر کرنی پڑی۔ اسی زمانہ میں انگلستان کو ۱۷۰۰ صدیاں گذرنے کے بعد گیارہ دن کی کمی کو پورا کرنے کے لئے گیارہ دن نکالنے پڑے۔

رائج الوقت کلینڈر کی مختصر تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ عیسوی تقویم کسی تقدیس یا یادگار کی بناء پر جاری نہیں ہؤا۔ نہ ہی اسکی صحت اور درستی کی ضمانت ہے۔ اور نہ ہی کوئی سائنسی قانون کے ماتحت اسے رائج کیا گیا ہے۔ یہ محض تقلید ہے اور صرف وقت کے دھارے پر بہتی ہوئی زندگی کی پیمائش کے لئے ایک غلط سلط سا اندازہ ہے۔

پتہ مطلوب ہے

ایک ضروری معاملہ میں ملک بشیر احمد صاحب ہیڈ کنسٹیبل پولیس سابق ساکن دھرم کوٹ رندھاوا کے موجودہ ایڈریس کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا استدعا ہے۔ کہ اگر کسی دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو۔ یا وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے فوراً دفتر نظارت امور عامہ میں اطلاع دیں۔ (ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

احادیث نبوی

ایمان کی تعریف

—— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ——

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتومن بالقدر خیرہٖ وشرہٖ (مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ ایمان یہ ہے۔ کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر یعنی جزا سزا کے دن پر ایمان لائے۔ اور اس کے علاوہ تو خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں اسلام کی تعلیم کے مطابق ایمان کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ جو چھ بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔

اول۔ اللہ پر ایمان لانا جو دنیا کا واحد خالق و مالک خدا ہونے کی وجہ سے ایمانیات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی زبان میں اللہ کا لفظ خدائے واحد کے سوا کسی اور کے متعلق استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور اس سے مراد ایسی ہستی ہے۔ جو تمام عیوب سے پاک اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔

دوم:۔ فرشتوں پر ایمان لانا جو خدا کی ایک نہ نظر آنے والی مگر نہایت اہم مخلوق ہے۔ فرشتے دنیا کے کاموں کو چلانے کے لئے خدا کی طرف سے پیدا کئے ہوئے اسباب کے نگران ہیں۔ اور فرشتے خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان پیغام رسانی کا واسطہ بھی بنتے ہیں۔

سوم۔ خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں یعنی خدائی وحی اور خدائی احکام پر ایمان لانا جن کے ذریعہ دنیا کو خدا تعالےٰ کے منشاء کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں سے آخری کتاب قرآن شریف ہے۔ جس نے پہلی تمام شریعتوں کو جو وقتی اور قومی نوعیت کی تھیں۔ منسوخ کر دیا ہے۔

چہارم:۔ خدا کے رسولوں پر ایمان لانا جن پر وقتاً فوقتاً الہامی کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ اور جو اپنے عملی نمونہ سے خدا کے منشاء کو دنیا پر ظاہر کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے آخری صاحبِ شریعت نبی اور خاتم النبیین ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو سید ولد آدم اور افضل الرسل ہیں۔

پنجم:۔ یوم آخر پر ایمان لانا جو موت کے بعد آنے والا ہے۔ اور جس میں ہر انسان نئی زندگی حاصل کرکے اپنے اچھے یا بُرے اعمال کا بدلہ پائے گا

ششم:۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا جو خدا کی طرف سے دنیا میں جاری ہے۔ یعنی اس بات پر یقین رکھنا کہ دنیا میں قانونِ قضاء و قدر اور قانونِ شریعت کی صورت میں جو قانون بھی جاری ہے وہ سب خدا کا بنایا ہوا قانون ہے۔ اور خدا ہی اس سارے کارخانہ (روحانی اور مادی) کو چلا رہا ہے گویا خدا دنیا کو پیدا کرکے نعوذ باللہ معطل یا علیحدہ نہیں ہوگیا۔ بلکہ وہ دنیا کا عملی حکمران ہے اور اسی کا قانون دنیا میں چل رہا ہے اس نے ہر کام کے متعلق یہ اصول جاری کر رکھا ہے کہ اگر یوں کرو گے تو اس اس طرح اچھا نتیجہ نکلے گا۔ اور اگر یوں کرو گے تو اس کا اس اس طرح خراب نتیجہ نکلے گا بالفاظ دیگر اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف قانون شریعت بلکہ قانون قدرت (یعنی آلات نیچر) بھی سب خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اور وہی اس قانون کا نگران ہے۔ اور پھر وہ اس کا مالک بھی ہے اور ایسے امور میں جو اس کی کسی سنت یا وعدہ یا صفات کے خلاف نہ ہوں۔ وہ اس میں اپنے رسولوں اور نیک بندوں کی خاطر تبدیلی بھی کر سکتا ہے اور کر دیتا ہے۔

(چالیس جواہر پارے)

مرکز میں عید الاضحیٰ کی قربانی

بعض دوستوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی قربانی سلسلہ کے مقدس مرکز میں کریں۔ یا بعض دوست ایک سے زائد جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں کہ ان میں سے کچھ مرکز میں بھی ذبح کریں۔ مگر ان کو اس کا انتظام کرنے والا کوئی شخص میسر نہیں آتا۔ ایسے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم خدا کے فضل سے ان کے لئے یہاں قربانی کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اور جس طرح وہ چاہیں گے گوشت کی تقسیم کر دی جائے گی۔ پس جو احباب یہاں مرکز میں قربانی کرانا چاہیں وہ اپنا روپیہ براہ راست ہمارے نام بھیجدیں۔ ایک عمدہ جانور کی قیمت کا اندازہ ۳۰ — ۳۵ روپے لگایا جاتا ہے۔

افسر لنگر خانہ ربوہ

یوم تحریکِ جدید کی تقریب پر مختلف مقامات میں جلسے

سیالکوٹ

۶ ½ بجے صبح جامعہ مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ قاضی محمد شفیع صاحب خطیب جامعہ مسجد احمدیہ نے بالفاظ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تحریک جدید کے تمام مطالبات بوضاحت پیش کئے۔ پھر سید امجد علی شاہ صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت نے ممالک غیر میں تبلیغ کی ضرورت اور اہمیت پر ایک پُر اثر تقریر فرمائی۔ اور آیت کذالک جعلنٰکم امۃ وسطا ... الآیۃ پیش کرکے احباب کو توجہ دلائی کہ وہ قابل تقلید نمونہ اختیار کریں۔

چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ جنرل سیکرٹری نے کفایت شعاری اور مختلف ذرائع سے روپیہ بچانے کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بابو محمد اقبال صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے ہاتھ سے کام کرنے اور بے کاری سے بچنے کے لئے مؤثر الفاظ میں تقریر فرمائی۔ شیخ محمد سلیم صاحب امام الصلوٰۃ حاجی پورہ نے وقف زندگی اور وقف خدمت کی ضرورت اور اہمیت بیان فرمائی۔

بعد ازاں ڈاکٹر محمد احسان صاحب سیکرٹری تبلیغ نے امانت فنڈ میں روپیہ جمع کرانے پر زور دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حوالہ سے اس کی مزید اہمیت بیان فرمائی۔ اس کے دینی فوائد بھی بیان فرمائے۔ اور ذاتی فوائد بھی۔ بالآخر ملک رحمت اللہ صاحب شاکر نے بیرونی ممالک میں تبلیغ کی اہمیت بیان فرماکر زور دیا کہ ان مشنوں کے اخراجات ایک بہت بڑی قربانی چاہتے ہیں آخر میں صاحب صدر بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک ارشاد پیش کرکے فرمایا کہ جو لوگ باوجود اس تحریک میں شامل ہونے کی استطاعت رکھنے اس کو محض اختیاری سمجھ کر اس میں حصہ نہیں لیتے۔ وہ خدا تعالےٰ کے حضور قابل مواخذہ ہیں۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔ سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ سیالکوٹ

ناروال

۔ ۲ ستمبر کو مسجد احمدیہ ناروال میں تحریک جدید کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ ارد گرد کے دیہات سے بھی احمدی دوست شامل ہوئے۔ مقررین نے مطالبات پر روشنی ڈالی۔ دوستوں نے تحریک جدید پر سختی سے عمل کرنے اور چندوں کی جلد ادائیگی کا وعدہ کیا۔

—— بقیہ لیڈر صفحہ ۳ ——

یعنی اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تیری ہی استعانت کرتے ہیں۔ یعنی ہماری زندگی کے تمام اعمال تیری خوشنودی کے لئے ہیں اور ان اعمال کو صحت کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے ہم تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ جب ہمارے تمام اعمال اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے ہیں تو ظاہر ہے کہ ہمیں اپنے اعمال ایسے طریقے سے سرانجام دینے ہیں۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح استعمال ہو۔ یعنی ان نعمتوں کا ضیاع نہ ہو ہم ان نعمتوں کو صرف اپنی عیاشیوں کے لئے نہ صرف کریں۔ بلکہ اس طرح صرف کریں کہ جس طرح خدا تعالےٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے میں ان کی ضرورت ہے۔ باقی رہا ایاک نستعین تو اس کی وضاحت ہم اوپر کر چکے ہیں۔

پرسوں ۲ ستمبر اتوار کو آپ نے "یوم تحریک جدید" منایا ہے۔ آپ نے "تحریک جدید" کے ۲۷ مطالبات جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے کئے ہیں معلوم کر لئے ہیں۔ ان تمام مطالبات پر طائرانہ نظر ڈالیئے آپ کو ان میں سے دو مطالبات بنیادی نظر آئیں گے۔ سادہ زندگی اور دعا۔ باقی تمام مطالبات ان کے نتائج میں خود بخود آجاتے ہیں مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں مطالبات کو ایک ہی عظیم الشان فقرہ میں بیان فرمایا اور وہ ہے،

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا

یہ فقرہ اتنا عظیم الشان ہے کہ اب غیر احمدی علمائے اسلام کی زبانوں اور قلموں پر جاری و ساری ہوگیا ہے۔

سادہ زندگی اور دعا کے مطالبات۔ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ دونوں باتیں تشریح ہیں قرآن کریم کے ان الفاظ کی

ایاک نعبد و ایاک نستعین

باقی سب ضمنی باتیں ہیں۔ جس طرح انسانی ڈھانچہ میں دماغ سب پر حاوی ہے۔ اسی طرح اس زندگی میں جو اللہ تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے گزاری جاتی ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ہمارے سارے اعمال پر حاوی نہ ہو۔ تو ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اللہ تعالےٰ کے الفاظ میں ایاک نعبد وایاک نستعین

مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں:

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ میں

"سادہ زندگی اور دعا"

جلسہ تحریک جدید۔ (بقیہ صفحہ ۲)

ایک زبردست دلیل

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا

پھر تحریک جدید جہاں ہمارے لئے انتہائی طور پر خیر و برکت کا موجب ہے۔ وہاں سیدنا حضرت امیر المومنین کی صداقت اور آپ کے تعلق باللہ کی ایک زبردست دلیل ہوتے ہوئے ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔ حضور نے یہ تحریک اس لئے جاری فرمائی کہ تا ہم قربانیاں کرکے آنے والے مصائب کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں جو باتیں پیش آنے والی تھیں حضور انہیں دیکھ رہے تھے اس لئے حضور نے زندگی کا ایک جامع پروگرام جماعت کے سامنے رکھا۔ اور انہیں ہدایت کی کہ وہ آنے والے وقت کے لئے پہلے سے تیاری کر لیں۔ چنانچہ جن جن باتوں کی خبر دی گئی تھی۔ وہ پوری ہوئیں اور آئندہ بھی پوری ہوں گی۔ حضور رایدہ اللہ نے سادہ زندگی پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا نیز یہ کہ جب مشکلات کا وقت آئے تو نہ کھانے کی روک ہماری جماعت کی راہ میں حائل ہو۔ اور نہ لباس کی روک تکلیف میں مبتلا کر سکے بلکہ وہ یہ خیال کریں۔ کہ اگر ہمیں وطن چھوڑنا پڑا ہے۔ تو ہم پہلے ہی وطن چھوڑنے کے عادی ہیں۔ اور اگر کھانے یا لباس میں دقتیں حائل ہیں۔ تو ہم پہلے ہی تھوڑا کھانے اور سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔

پس وہ خوشی اور دلیری سے مشکلات کا مقابلہ کریں گے۔ اور اپنے دل میں گھبراہٹ اور تکلیف محسوس نہیں کریں گے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔ کہ فسادات کے دوران میں کھانے پینے اور لباس کی تکلیف سے دوچار ہونا پڑا۔ تو تحریک جدید کی بدولت جماعت اس کے مقابلے کے لئے پہلے ہی تیار تھی۔ اسی طرح ۱۹۴۷ء میں جب ترک وطن کا معاملہ پیش آیا۔ تو جماعت نے اپنی آنکھوں سے پیش خبری بھی پوری ہوتے دیکھ لی۔ پس اگر ہم آئندہ آنے والے مصائب کا بھی کامیاب طریق پر مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم اطاعت امیر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ اور تحریک جدید پر عمل کرنے میں پہلے سے کہیں بڑھ کر سرگرمی دکھائیں۔ اگر ہم تحریک جدید پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو پھر اپنے آقا کے ساتھ تعلق کے اظہار کا ہمارے پاس اور کونسا ذریعہ ہے۔ تعلق کے اظہار کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ ہے اطاعت۔ ہمیں چاہیئے۔ ہم اطاعت کریں۔ اس طرح آقا کے ساتھ تعلق کا اظہار خود بخود ہو جائیگا۔ ہم نے دنیا کو چھوڑا عزیز و اقارب سے منہ موڑا طعنے سہے مخالفین برداشت کیں۔ اس کے باوجود اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے اگر ہم اس مقصد میں ہی کامیاب نہ ہو سکیں۔ جس مقصد کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ تو پھر ہم سے زیادہ بدقسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا کامیابی کا راستہ ایک ہی ہے۔ یعنی اطاعت امام امام کہتا ہے کہ ہم سادہ زندگی بسر کریں جان و مال سے خدمت دین کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم لبیک لبیک کہتے ہوئے اس پر عمل کر دکھائیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ اور اس سے فرار میں ناکامی۔

مالی قربانی

مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ نے تبلیغی اور مالی مطالبات پر تقریر کرتے ہوئے۔ احباب جماعت کو ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلائی آپ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فریضہ تبلیغ کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز تحریک جدید کے ماتحت دنیا کے کناروں تک تبلیغ کا جو وسیع نظام قائم ہو چکا ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد مالی قربانیوں کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی ضرورت پر زور دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے کناروں تک تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں۔ مجاہدین احمدیت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان تبلیغ میں اتر چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کی کوششوں کے نتائج بھی نہایت خوشکن ہیں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دل کھول کر خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کریں تاکہ اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی میں ہم بھی شریک ہو جائیں۔ ان مجاہدین نے جو اپنے پیارے امام کے حکم کی تعمیل میں وطن کو خیرباد کہتے ہوئے دور دراز علاقوں میں جا پہنچے ہیں اپنا فرض ادا کر دیا اب اگر ہم نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو پھر ہم خدا تعالیٰ کی نگاہ میں قصوروار ٹھہریں گے ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے سے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لیں۔ اور تبلیغ کے موجودہ نظام کو وسیع کرنے کا موجب بنیں۔ خدا نہ کرے کہ ہم اپنی کوتاہی کی بدولت خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ثابت ہوں

تمدن اسلامی کا قیام

شیخ نور احمد صاحب نے تمدن اسلامی کے قیام سے متعلق مطالبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرمایا اگر ہم تحریک جدید کے تمام مطالبات پر صحیح معنوں میں عمل کر دکھائیں تو ہم دنیا کے سامنے اسلامی تمدن کا ایک عملی نمونہ پیش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے احتساب کے رنگ میں اس امر کا جائزہ لیا کہ ہم نے کس حد تک تحریک جدید کے اس پہلو کو مدنظر رکھا ہے۔ چنانچہ آپ نے بعض کوتاہیوں اور کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو انہیں دور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اعلان نکاح

میرے لڑکے عزیز شبیر احمد کا نکاح عزیزہ فہیم سرور بنت مرزا محمد ابراہیم صاحب سکنہ آڑھے سے جناب مولوی عبدالرحمن صاحب، امیر جماعت احمدیہ کھاریاں نے بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ رخصتانہ ہو چکا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مبارک کرے

(خاکسار غلام نبی سابق ایڈیٹر الفضل از کھاریاں)

امریکہ ایرانی تیل کی کمی پورا کرنے میں برطانیہ کی پوری مدد کر رہا ہے

نیویارک ۳ ستمبر۔ اینگلو ایرانی تنازعہ تیل کی وجہ سے تیل کی سپلائی میں جو کمی واقع ہو گئی تھی اسے دور کیا جا رہا ہے۔ تقریباً ۶۵۰۰۰۰ بیرلوں کی روزانہ کمی ہو گئی تھی۔ غیر ممالک میں امریکہ کے تیل کے کارخانوں میں اب ۲۵۰۰۰۰ بیرلوں کی زیادہ پیداوار کی جا رہی ہے۔ یہ تیل برطانیہ بھیجا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مشرق قریب سے ۲۰۰۰۰۰ بیرل تیل امریکہ اور کینیڈا کی بجائے برطانیہ ارسال کر دیا گیا ہے۔ آبادان سے تیل لانے والے جہاز دو لاکھ بیرل تیل روزانہ براہ راست امریکہ سے برطانیہ لے جانے میں مصروف ہیں۔ (اسٹار)

ایران کی تودہ پارٹی مصدق کی حکومت کے خلاف مہم شروع کر دیگی

۳ ستمبر۔ طہران سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ تودہ پارٹی عنقریب مصدق حکومت کے خلاف کھلم کھلا یہ تحریک شروع کرنے والی ہے۔ کہ حکومت مزدوروں کو وہ سہولتیں بہم پہنچانے میں ناکام رہی ہے۔ جن کا تیل کو قومی ملکیت میں لینے کے بعد مہیا کرنے کا اس نے وعدہ کیا تھا۔ سرکاری طور پر تودہ پارٹی اب تک غیر قانونی جماعت ہے اور ڈاکٹر مصدق کے "نیشنل فرنٹ" کا کہنا ہے۔ کہ تودہ کے اکثر ارکان "نیشنل فرنٹ" میں اس وعدہ کی وجہ سے شامل ہو گئے ہیں کہ قومی ملکیت میں لینے کے بعد تیل سے حاصل ہونے والی دولت مزدوروں کی حالت کی اصلاح پر صرف کی جائیگی۔ لیکن یقین کیا جاتا ہے۔ کہ تودہ کے سرگرم ارکان کو ایران کے باہر سے ہدایات موصول ہو چکی ہیں۔ اور وہ صرف ایرانی حکومت ہی کے خلاف نہیں۔ بلکہ ابادان میں جو چند سو پر مشتمل برطانوی عملہ رہ گیا ہے۔ اس کے بھی خلاف وسیع پیمانہ پر مظاہرہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

پاکستان اور ایران میں عنقریب ایک تجارتی معاہدہ ہوگا

کراچی ۴ ستمبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب پاکستان اور ایران کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ دونوں حکومتیں ایک ... اور معاہدہ پر بھی غور کر رہی ہیں۔

مزید معلوم ہوا ہے کہ ایران پاکستان سے چمڑا اور کھالیں سیمنٹ اور کھیل کے سامان درآمد کرنے ... اور وہ قالین خشک میوہ جات اور بعض مصالح پاکستان کو برآمد کرنے کا بھی خواہاں ہے۔ (اسٹار)

پنڈت نہرو نے ڈاکٹر گراہم کی تجاویز کو بھی مسترد کر دیا

کراچی ۴ ستمبر۔ پاکستان میں مقیم ہندوستانی ہائی کمشنر سے قریبی تعلق رکھنے والے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے متعلق کشمیر میں اقوام متحدہ کے نمائندہ ڈاکٹر فرینک گراہم کی تازہ ترین تجاویز کو بھی ہندوستانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے مسترد کر دیا ہے۔

ان ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر فرینک گراہم نے پنڈت نہرو سے اپنی حالیہ ملاقاتوں میں تجویز کیا تھا کہ سلامتی کونسل کی گذشتہ مارچ کی قرارداد کے پیش نظر اور تنازعہ کشمیر کے پر امن تصفیہ اور پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ کے امکان کو ختم کرنے کی خاطر ہندوستانی مقبوضہ کشمیر میں مجوزہ دستور ساز اسمبلی کے انتخابات کو ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن پنڈت نہرو نے اس تجویز کو بھی نامنظور کر دیا اور اپنے سابقہ عذر کو دہراتے ہوئے ڈاکٹر گراہم سے کہہ دیا کہ مہاراجہ کشمیر کی حکومت اپنے اندرونی معاملات میں خود مختار ہے۔ اس لئے حکومت ہند کشمیر میں دستور ساز اسمبلی کے قیام سے مہاراجہ کی حکومت کو باز نہیں رکھ سکتی۔

مزید معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر گراہم نے آزاد اور غیر جانبدار رائے شماری کے انعقاد سے قبل کشمیر سے دونوں ملکوں کی فوجوں کے انخلاء کی جو تجاویز پیش کی تھیں۔ پنڈت نہرو نے انہیں بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ہندوستانی اخبارات نے اس امکان کا اظہار کیا ہے کہ ڈاکٹر گراہم کی مساعی کی ناکامی کے بعد پاکستان ہندوستان سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیگا دہلی سے پاکستانی سفارت خانے کے تمام ضروری کاغذات کراچی پہنچا دیئے گئے ہیں۔ اور ہندوستان میں مقیم پاکستان کے ہائی کمشنر اور ڈپٹی ہائی کمشنروں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ دہلی چھوڑنے کیلئے تیار رہیں۔ (آفاق ۴ ستمبر)

مصر کے دو وکیلوں کا احتجاج

دمشق ۳ ستمبر۔ مصر کے دو وکیلوں نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں اردن پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ اس نے انہیں عمان پہنچکر شاہ عبداللہ کے تعلق میں ماخوذ بعض ملزمین کی صفائی پیش کرنے سے باز رکھا۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ وہ بھی ان متعدد وکلاء میں تھے جنہیں ملزمین کے رشتہ داروں نے مقدمہ کے وقت صفائی پیش کرنے کے لئے مصر اور شام و لبنان میں مقرر کیا تھا۔ انہوں نے بیان میں بتایا ہے۔ کہ قاہرہ کے اردنی لیگیشن میں ۱۶ اگست کو انہوں نے ویزا کی درخواست دی۔ لیکن ناظم الامور نے اسے نامنظور کر دیا۔ اور ہمارے مقصد کی مذمت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ایسی کارروائی کا تصور بھی انکی حکومت کے مفاد کے منافی ہے۔ (اسٹار)

عراق مصر کا پورا حامی ہے

اسکندریہ ۳ ستمبر۔ مصر میں مقیم عراقی سفیر نے مصر کے وزیر خارجہ ڈاکٹر محمد صلاح الدین پاشا سے ملاقات کرنے کے بعد اعلان کیا کہ عراق نہر سویز کے مسئلہ میں مصر کی ناکہ بندی کا پورا حامی ہے عراق اردن الحاق کی بابت ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ کہ یہ مرحوم شاہ عبداللہ کا خیال صرف تھا۔ اور اس امر کا فیصلہ اردن کے ہاتھوں میں ہے۔ عراق کسی بھی عرب ملک سے اتحاد کا خیر مقدم کریگا۔ (اسٹار)

اسرائیل کی اقتصادی ناکہ بندی کو زیادہ سخت کر دینا چاہیئے

بغداد ۳ ستمبر۔ عوامی سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر نے بغداد کے روزنامہ "الحوادث" کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا اسرائیل کی اقتصادی ناکہ بندی کو زیادہ سخت کر دینا حفاظت خود اختیاری کے مترادف ہوگا۔ اسرائیل کو چوری سے لے جانے والے سامان خوراک کی روک تھام اور حیفا جانے والے تیل بردار جہازوں کو روکنے کے لئے زبردست کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔ اس طرح عرب اسرائیلی فوج اور اس کے صنعتی نظام پر مہلک چوٹ لگا سکیں گے۔ نہر سویز سے گذرنے والی ٹریفک سے متعلق مصر کے موقف کے تمام عرب ممالک حامی ہیں۔ (اسٹار)

(جلسہ تحریک جدید بقیہ صفحہ ۷)

دیگر مطالبات

بعدہ خورشید احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور اور خالد ہدایت صاحب ناظم تحریک جدید نے مختصر سی تقاریر کے دوران میں دیگر اہم مطالبات پر روشنی ڈالی ان میں حسب ذیل مطالبات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) احمدی والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے مرکز سلسلہ میں بھجوائیں۔ (۲) مرکز سلسلہ میں مکانات تعمیر کرانا (۳) حلف الفضول (۴) بیکار لوگ باہر چلے جائیں (۵) امانت فنڈ آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ تحریک جدید کے سلسلے میں خدام الاحمدیہ کے کیا فرائض ہیں۔

تحریک جدید کا خلاصہ

آخیر میں صاحب صدر نے دعا کی اہمیت پر نہایت جامع اور مختصر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ دعا عمل کا بدل نہیں۔ عمل بہر حال ضروری ہے انسان جب عمل کیلئے تیار ہو جائے اور اس کے لئے ضروری سامان مہیا کرے تو اپنی کوشش کی تکمیل کیلئے خدا تعالےٰ سے مدد مانگے۔ جس طرح دعا عمل کا بدل نہیں اسی طرح دعا کے بغیر خالی عمل اور سامان وغیرہ بھی ہیچ ہیں۔ سوم

(۴) دعا کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہم آج دعا کریں اور پھر اس سے غافل ہو جائیں۔ دعا میں استمرار ضروری ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ دعا کرتے چلے جائیں اور پھر نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں۔

آخیر میں آپ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے متعلق تفصیلی تقاریر آپ سن چکے ہیں اب میں تحریک جدید کا خلاصہ احباب کے سامنے رکھتا ہوں میری مراد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام سے ہے جو حضور نے اس جلسہ کیلئے تحریر فرمایا ہے۔ یہ بیان نہایت اہم ہے۔ اس میں تحریک جدید کا خلاصہ موجود ہے۔ اس لئے احباب اسے بغور سنیں ... میں اسے دو مرتبہ پڑھ کر سناؤں گا۔ چنانچہ آپ نے "الفضل" میں سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام دو مرتبہ پڑھ کر سنایا۔ (۵)

(۵) بعدہٗ دعا پر جلسہ برخاست ہوا جلسے کی ابتداء تلاوت قرآن پاک سے کی گئی تھی جو خالد ہدایت صاحب نے کی نیز دوران جلسہ میں جناب ثاقب صاحب زیروی۔ محمد اکرم صاحب اور محمد اسلم صاحب شنکی نے نہایت خوش الحانی سے نظمیں پڑھ کر احباب کو محظوظ کیا۔